کچھ سورۂ کہف اور ذوالقرنین کے متعلق

(۲)

جناب مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی، رضا لائبریری رامپور

مولانا حفظ الرحمٰن

مولانا کی یہ تحقیق بظاہر نئی ہونے کے باوجود اتنی مدلل تھی کہ مولینا حفظ الرحمٰن مرحوم نے قصص القرآن (جلد سوم صفحات ۱۰۷ تا ۱۴۱) میں اس کو من وعن تسلیم فرمالیا، اور لکھا کہ "ان سب اقوال سے جدا مولانا ابوالکلام نے اس سلسلے میں جو تحقیق فرمائی ہے البتہ وہ ضرور قابلِ توجہ ہے۔ بلکہ دلائل وبراہین کے لحاظ سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان کی تحقیق بلاشبہ صحیح اور قرآن کے بیان کردہ اوصاف اور تاریخی حقایق کی مطابقت کے پیش نظر ہر طرح لائق ترجیح ہے۔"

چونکہ مولانا حفظ الرحمٰن نے انھیں دلائل کو دہرایا یا کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو مولانا ابوالکلام لکھ چکے تھے اس لئے یہاں ان کے الفاظ دہرانے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

مولانا پرویز

مولانا غلام احمد پرویز نے بھی معارف القرآن (ج ۳/ ۴۴۲) میں جو جولائی ۱۹۴۵ء کی تالیف ہے، ذوالقرنین کے بارے میں مولانا آزاد مرحوم کے بیان کا خلاصہ احتیاط کے ساتھ پیش کردیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"زمانۂ حال کے اثری مکتشفین کی سعی وکاوش سے کچھ ایسے نقوش ابھر کر سامنے آئے ہیں، جن سے بعض قیاسات یقینیات کی طرف رخ کئے نظر آرہے ہیں، اعداد کا اندازہ ہے کہ قرآن کریم نے جو تفاصیل وخصوصیات ذوالقرنین کی طرف منسوب کی ہیں ان کا

انتساب ایران کے اس شاہنشاہ کی طرف کیا جا سکتا ہے جسے یونانی مورخ سائرس یہودی خورس اور عرب کیخسرو کے نام سے پکارتے ہیں۔

لیکن اتنی تحقیق و کاوش کے باوجود یہ قیاس ابھی حقیقت کی صورت اختیار نہیں کر سکا ہو سکتا ہے کہ مزید اثری مکتشفات ان مدفون حقیقتوں سے مٹی کے اور تودے اٹھائیں اور وہ صورتیں جو قرنہا قرن سے خاک میں پنہاں چلی آ رہی ہیں، بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں۔ بہرحال اس وقت تک قیاسات کا رخ اسی سمت جا رہا ہے کہ ذوالقرنین سے مراد ایران کا کیخسرو ہی ہے۔"

اس کے بعد صحائفِ توراۃ کی پیشین گوئیاں بیان کر کے لکھا ہے (ص ۴۴۶):

"سائرس کا انتقال ۵۲۹ھ ق م میں ہوا، اور اس کے بعد اس کا بیٹا کیقبات تخت نشین ہوا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ سائرس دین زردشتی کا تبع بلکہ بہت بڑا مبلغ تھا۔"

مولانا دریابادی

مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنی تفسیر اردو میں، جس پر نظر ثالث ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں فرمائی، لکھا ہے کہ ذوالقرنین کے بارے میں "قرآنی تصریحات سے اتنا تو بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی دیندار اور بڑے فاتح کشور کشا تھے مگر اس سے زیادہ تعین قرآن میں نہیں، آگے شارحین و مفسرین کے قیاسات ہیں غالب خیال یہ ہے کہ مراد مشہور تاریخی فاتح سکندر یونانی (متوفی ۳۲۳ق م) ہے۔ دوسرے اقوال جو ایران کے شاہ عظیم سائرس یا خورس یا کیخسرو (متوفی ۵۳۹ ق م) وغیرہ سے متعلق ہیں، ان کے ماننے میں تاریخی دقتیں کچھ کم حائل نہیں۔" (ص ۶۱۹)

چونکہ آیات قرآنی کی تفسیر میں مولانا نے ذوالقرنین کو سکندر ہی قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قول اول کو ترجیح دیتے ہیں۔

مولانا مودودی

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن (ج ۳، ص ۴۲) میں ذوالقرنین سے متعلق لکھا ہے

"یہ مسئلہ قدیم زمانہ سے اب تک مختلف فیہ رہا ہے کہ یہ" ذوالقرنین" جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے کون تھا۔ قدیم زمانے میں بالعموم مفسرین کا میلان سکندر کی طرف تھا لیکن قرآن میں اس کی جو صفات وخصوصیات بیان کی گئی ہیں، وہ مشکل ہی سے سکندر پر چسپاں ہوتی ہیں۔ جدید زمانے میں تاریخی معلومات کی بنا پر مفسرین کا میلان زیادہ تر ایران کے فرمانروا خورس (خسرو یا سائرس) کی طرف ہے اور یہ نسبتاً زیادہ قرین قیاس ہے، مگر بہر حال ابھی تک یقین کے ساتھ کسی شخصیت کو اس کا مصداق نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔"

اس کے بعد ذوالقرنین کی قرآنی خصوصیات وعلامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

" ہم یہ تو ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ نزولِ قرآن سے پہلے جتنے مشہور فاتحین عالم گزرے ہیں ان میں سے خورس ہی کے اندر ذوالقرنین کی علامات زیادہ پائی جاتی ہیں۔ لیکن تعین کے ساتھ اُسی کو ذوالقرنین قرار دینے کے لئے ابھی مزید شہادتوں کی ضرورت ہے۔ تاہم دوسرا کوئی فاتح قرآن کی بتائی ہوئی علامات کا اتنا بھی مصداق نہیں ہے جتنا خورس ہے۔"

ان متاخر مفسرین میں سے مولانا عبداللہ العمادی کی رائے میں ذوالقرنین یمن کے ان بادشاہوں سے تعلق رکھتا ہے، جن کے نام لفظ "ذو" سے شروع ہوتے ہیں، مولانا عبدالماجد دریابادی سکندر یونانی کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں، مولانا محمد علی لاہوری اور میرزا البشیرالدین محمود کے نزدیک وہ دارائے اول شاہ ایران ہے، بقیہ مفسروں کی رائے میں قرآن نے سائرس (کیخسرو یا خورس) کو اس لقب سے یاد کیا ہے، مولانا پرویز اور مولانا مودودی کی رائے ظن پر اور بقیہ کی یقین پر مبنی ہے۔ چونکہ مولانا آزاد اور مولانا حفظ الرحمٰن نے اس مسئلے پر سب سے زیادہ مفصل اور مدلل بحث کی ہے اس لئے اگلے صفحات میں انہیں کو پیش نظر رکھ کر اس مسئلے پر گفتگو کی گئی ہے۔

تنقیحات | ان بزرگوں کی سابق الذکر بحثیں پڑھ کر حسب ذیل تنقیحیں قائم کی جا سکتی ہیں:

(۱) کیا ذوالقرنین کی بابت سوال احبار یہود نے کرایا تھا؟

(۲) کیا یہودیوں میں کوئی بادشاہ ذوالقرنین لقب سے مشہور تھا؟

(۳) کیا ایرانی، یہودی یا یونانی ایران کے مشہور بادشاہ سائرس (کیخسرو یا خورس) کو ذوالقرنین کہتے تھے؟

(۴) کیا کیخسرو (سائرس یا خورس) خداپرست اور آخرت کی زندگی کا قائل تھا؟

(۵) کیا اصطخری تمثال خسرو کا ہے؟

پہلی تنقیح پہلی تنقیح کے سلسلہ میں عرض ہے کہ جیساکہ شان نزول کی بحث میں گزر چکا ہے، ذوالقرنین کی بابت احبار یہود نے سوال کرایا ہوتا تو ضروری تھا کہ یہودی کتابوں میں ذوالقرنین کا ذکر ہوتا اور بار بار ہوتا کیونکہ وہ یہود کو بابل کی غلامی سے نجات دینے والا تھا۔ لیکن ذوالقرنین لقب کے ساتھ کسی بادشاہ کا ذکر نہ توریت کے کسی صحیفے میں ہے، نہ تالمود میں اور نہ جوزیفس کی تاریخ میں۔

نیز یہ سوال پیش کرانے والے احبار یہود ہوتے، تو ضروری تھا کہ جواباً قرآن مجید میں ذوالقرنین کی زندگی کے وہ واقعات بیان کیے جاتے جن کا یہود سے تعلق تھا، اور جن کی وجہ سے یہود ذوالقرنین کی قدر کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید میں اس کی بابت جو کچھ نازل ہوا نہ اس کا کوئی یہود سے تعلق ہے۔ اور نہ وہ واقعات یہودی کتابوں میں مذکور ہیں، اس صورت میں یہود کے لیے رسولِ پاکؐ کے جواب کی تصدیق یا تکذیب ممکن نہ تھی، اور نتیجۃً اہل مکہ کا مقصد حاصل ہونا محال تھا۔

دوسری تنقیح جہاں تک یہودیوں میں ذوالقرنین لقب کے ساتھ کسی بادشاہ کی شہرت کا تعلق ہے، تو بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہودی صحیفوں یا تاریخی کتابوں میں نہ صرف یہ کہ اس لقب سے کوئی بادشاہ مشہور نہیں، بلکہ کسی خاص بادشاہ کے لیے یہ لقب ایک بار بھی استعمال نہیں ہوا۔

ہاں حضرت دانیال نے خواب میں دو سینگوں والا ایک مینڈھا دیکھا تھا مگر مولانا کے

نزدیک اس سے مراد میڈیا اور فارس کی "بادشاہت" ہے، اور مولانا حفظ الرحمٰن نے "بادشاہت" کی جگہ "بادشاہ" بصیغۂ مفرد لکھا ہے، چونکہ اُردو، فارسی، عربی اور انگریزی کے تمام مستند نسخوں میں "بادشاہ" بحیثیت صیغۂ جمع آیا ہے اور عبرانی نسخے میں بھی ملوخے (ملوکے) بصورتِ جمع استعمال ہوا ہے، اس لئے دو سینگوں والے مینڈھے سے ایران کی بادشاہت یا ایران کے بادشاہ تو مراد ہو سکتے ہیں، لیکن ایک مخصوص بادشاہ مراد نہیں ہو سکتا، چنانچہ اسی خواب میں بالوں والے بکرے سے بھی یونانی سلطنت مراد ہے، سکندر مراد نہیں۔ سکندر کے لئے وہ سینگ بطور نشان استعمال ہوا ہے جو اس کے ماتھے پر دونوں آنکھوں کے درمیان نکلا ہوا تھا

اس صورت میں یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ذوالقرنین لقب کے ساتھ کوئی بادشاہ یہودیوں میں مشہور تھا۔

تیسری تنقیح

یہودیوں کی طرح ایرانیوں میں بھی کیخسرو (سائرس) کے لئے ذوالقرنین یا دوشاخہ یا کوئی دوسرا مترادف لقب استعمال نہیں ہوا، نہ اس کے عہد میں اور نہ زمانۂ مابعد میں پسارگیدیا (مرغاب) کے باقی ماندہ ستونوں میں سے ایک پر خطِ میخی میں لکھی ہوئی ایک عبارت کا ترجمہ یہ ہے[1] "میں کورشِ ہخامنشی ہوں۔ کورش آقا، بادشاہ، دنیا کا حکمراں" "یہاں کورش مدفون ہے شاہان شاہ"

ایک اور تحریر اس کے مقبرے پر کندہ تھی، جو اب مفقود ہے، مگر سکندر کی فتح ایران تک موجود تھی۔ اسٹرابو اور پلوٹارک نے اس کا جو متن نقل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے[2]:-

"او انسان، میں کورش ہوں، کیقباد کا بیٹا، مملکت ایران کا بانی اور ایشیا کا حکمراں۔ اس لئے مجھ سے اس عمارت کی بدولت حسد نہ کرنا۔

"او انسان، تو کوئی بھی ہو، اور کہیں سے بھی آیا ہو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو آئے گا

---

[1] کتاب نقش قدیم ایران تصنیف آر۔ کے ڈی۔ کیاش: ۱۵۵، طبع بمبئی ۱۸۸۹ء

[2] کتاب مذکور ۱۶۱۔